ایک قادیانی مشنری کے مکتوب کا جواب

(از جناب ملک غلام علی صاحب)

(قادیانی گروہ ان دنوں اپنی مفسدانہ اور گمراہانہ سرگرمیوں میں بڑے زور شور سے منہمک ہے۔ پورے ملک کے طول و عرض میں ان لوگوں نے پوسٹربازی اور تقسیم کتب کی ایک مہم جاری کر رکھی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف افراد کو خطوط بھی لکھے جا رہے ہیں۔ اس طرح کا ایک خط میرے نام ڈاک سے آیا تھا اور ڈاک ہی سے میں نے اس کا جواب بھیج دیا تھا۔ قارئین کی دلچسپی اور افادیت کی غرض سے دونوں کو ترجمان میں شائع کیا جا رہا ہے۔ غلام علی)

قادیانی مبلّغ کا خط

"آپ کی کتاب "خلافت و ملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ" زیر مطالعہ ہے۔ میں ترجمان القرآن میں بھی آپ کے مضامین کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ میرا تاثر یہ ہے کہ آپ صاحب علم، سنجیدہ، باوقار، وسیع الحوصلہ اور غیر متعصب انسان ہیں اور صحیح بات کو صحیح تسلیم کر لیتے ہیں خواہ وہ کسی کے خلاف ہو۔ میں نے ایم، اے کا امتحان دینے کے بعد کئی سال یورپ میں گزارے جہاں اسلام کی تائید میں مضامین لکھتا رہا۔ میری دلچسپی مذہبی امور، قرآن کریم اور حدیث سے رہی۔ ترجمان القرآن اور مولانا مودودی کی کئی کتابیں بھی پڑھیں۔ احمدیہ جماعت کا مذہب ہے کہ اللہ اس کے فرشتوں، تمام مومنوں کی ہزار لعنت لاکھ لعنت اس جماعت اور اس انسان پر جو رسول مکی و مدنی کو پوری شان کے ساتھ خاتم النبیین یقین نہیں کرتا اور افسوس اس شخص پر بھی جو احمدیوں کے اس عقیدے کے باوجود یہ کہتا ہے کہ یہ

لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔"

(اس خط کے ساتھ "الفضل" کے چند تراشے بھی تھے جن میں مکروفریب کے ذریعے سے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی کہ ختم نبوت کے باوجود اجرائے نبوت جائز و ممکن ہے اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے اور بند کرنے والی مہر نہیں بلکہ نعوذ باللہ ڈاکخانے کی مہر ہیں جس کے ذریعے سے نبوت کی ترسیل و تقسیم ہمیشہ جاری رہے گی)۔

خط کا جواب

آپ کا خط اور اس کے ساتھ "الفضل" کے تراشے وصول ہوئے۔ آپ نے تراشے ارسال کرنے کی تکلیف ناحق اٹھائی۔ میں مرزا غلام احمد اور ان کے متبعین کی تحریرات و نظریات سے ناواقف نہیں ہوں۔ ۱۹۰۱ء میں مرزا غلام احمد نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس سے پہلے اگر مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا یا نبی ہونے سے انکار کیا تھا تو ایسا انکار دعوائے نبوت کے بعد معتبر نہیں رہا۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا غلام احمد خود اس شخص کو کافر سمجھتے تھے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرے۔ میں مرزا غلام احمد اور مرزا غلام احمد کی نبوت تسلیم کرنے والوں کو قطعی کافر اور خارج از دائرۂ اسلام سمجھتا ہوں۔

مرزا غلام احمد کی حیثیت صرف متنبیٔ کاذب ہی کی نہیں، اس کی بیشتر تحریریں لسانی اغلاط، کذب و افتراء، چاپلوسی، فحش کلامی اور دجل و تلبیس کا ادنیٰ نمونہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص اسے نبی یا مسیح یا مجدد سمجھتا ہے اس کا ذہن نبوت و مجددیت کے ایک نہایت گھٹیا، پست اور ناقص تصور کا حامل ہے۔ میں مرزا غلام احمد کی ایک تصنیف کو بطور مثال پیش کرتا ہوں جس کا نام "شہادت القرآن" ہے۔ اس میں مرزا غلام احمد نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اسے اللہ نے مسیح موعود اور مثیل مسیح بنا کر اپنی طرف سے ان مغربی اقوام کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا ہے جو دجال اور یاجوج ماجوج کی مصداق ہیں۔ اس کتاب کے اسّی سے زائد صفحات اس طرح کے دعاوی اور ان کے حق میں دلیل بازی کے لیے وقف ہیں۔ اس بلند آہنگی کے بعد آخر میں مرزا صاحب ایک باب باندھتے ہیں جس کا عنوان "گورنمنٹ کی توجہ کے لائق" ہے اس میں لکھتے ہیں:

گورنمنٹ کی توجہ کے لائق

"یہ عاجز صاف اور مختصر لفظوں میں گزارش کرتا ہے کہ بباعث اس کے کہ گورنمنٹ

انگریزی کے احسانات میرے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال ہیں اس لیے نہ کسی تکلف سے بلکہ میرے رگ و ریشہ میں شکرگزاری اس معزز گورنمنٹ کی سمائی ہوئی ہے۔ میرے والد مرحوم کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ ہو نہیں سکتیں جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیرخواہی میں بجالائے۔ انھوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھلائی کہ جب تک انسان سچے دل اور تنہ دل سے کسی کا خیرخواہ نہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔ سن ستاون کے مفسدہ میں جب کہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کرکے ملک میں شور ڈال دیا تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کرکے اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیے اور پھر ایک دفعہ چودہ سوار سے خدمت گزاری کی اور انہیں مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت اور دلجوئی سے پیش آتے تھے۔ انھوں نے میرے بھائی کو صرف گورنمنٹ کی خدمت گزاری کے لیے بعض لڑائیوں پر بھیجا اور ہر ایک باب میں گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی اور اپنی تمام عمر نیک نامی کے ساتھ بسر کرکے اس ناپائیدار دنیا سے گزر گئے۔ بعد اس کے اس عاجز کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بدل و جان مصروف رہا۔ پھر وہ بھی اس مسافرخانہ سے گزر گیا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اب بھی بہت سے حکام انگریزی بقید حیات ہوں گے جنھوں نے میرے والد صاحب کو دیکھا اور ان کی مخلصانہ خدمات کو بچشم خود مشاہدہ کیا ہے۔ چنانچہ منجملہ ان کے مسٹر گریفن ہیں جنھوں نے رئیسانِ پنجاب کے بارہ میں ایک کتاب بھی لکھی ہے اور اس میں میرے والد صاحب کا بھی خیر اور خوبی سے ذکر کیا ہے "

(پھر انگریزوں کی مدح و ثنا کرتے ہوئے مرزا غلام احمد نے آگے لکھا ہے):۔

" انگریز ایک ایسی قوم ہے جن کو خدا تعالیٰ دن بدن اقبال اور دولت اور عقل اور دانش کی

طرف کھینچنا چاہتا ہے، اور جو سچائی اور راستبازی اور انصاف میں روز بروز ترقی کرتے جاتے ہیں اور علوم جدیدہ اور قدیمہ کا تو گویا ایک چشمہ ہیں۔ اس لیے امید قوی ہے کہ خدا تعالیٰ یہ دولت[1] بھی انہیں دے گا، بلکہ میری دانست میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دے دی ہے بہر حال جب کہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سے ہمارے لیے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں۔ اس لیے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا، سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بطورِ نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے۔ بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ:

اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔

[1] یعنی دولتِ ایمان

اگرچہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالےٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انہوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کے ساتھ بسر کرو اس کے شکرگزار اور فرمانبردار بنے رہو۔ سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔ اس صورت میں ہم سے زیادہ بددیانت کون ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے قانون اور شریعت کو ہم نے چھوڑ دیا ......اور یاد رہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم بامن زندگی بسر کریں اس کے حقوق کو نگاہ میں رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہے اور جب ہم ایسے بادشاہ کی دلی صدق سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا اس وقت عبادت کر رہے ہیں۔ کیا اسلام کی یہ تعلیم ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے محسن سے بدی کریں اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگہ دے اس پر آگ برسادیں اور جو ہمیں روٹی دے اسے پتھر ماریں۔ ایسے انسان سے اور کون زیادہ بدذات ہوگا کہ جو احسان کرنے والے کے ساتھ بدی کا خیال بھی دل میں لادے ....۱۸۵۷ء میں جو کچھ فساد ہوا اس میں بجز جہلاء اور بدچلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو با علم اور باتمیز تھا ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا .... پھر ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اس کے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اس کی کتاب کی نسبت یہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے پرلے سرے کی بے ایمانی اور شرارت شیطانی نہیں تو کیا ہے۔ خیرخواہان سلطنت و پیروان مذہب اسلام ان یاوہ گو حاسدوں کی ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مولف کی طرف سے سوءِ ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں۔ گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سنے گی۔ بلکہ جو ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہنچائے گا اس کو اس دروغ گوئی پر سرزنش کرے گی"۔

"سو اس عاجز نے جس قدر حصہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی ان

بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے "

انگریزی کی اس ساری مدح سرائی کے ساتھ مزید افسوسناک امر یہ ہے کہ اس کتاب کے آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ان سارے اسناد اور سرٹیفکیٹوں کی نقل انگریزی میں اور ان سب کا ترجمہ فارسی میں دیا ہے جو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب والد مرزا غلام احمد کو "جے نکلسن صاحب اور رابرٹ کاسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور اور سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب نے بکمال خوشنودی عطا فرمائے تھے" میں سمجھتا ہوں کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی انگریزوں سے وفاداری اور نمک خواری اتنی قابل تاسف و مذمت نہیں جتنی باعث شرم روش اس شخص کی ہے جو اپنے باپ کی سوانح حیات کے ان سیاہ اوراق کو فخر و مباہات کے ساتھ پوری دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اسے اپنے مسیح موعود، مجدد اور مُلہم من اللہ کے مدعی ہونے کی کچھ تو لاج رکھنی چاہیئے تھی۔ پھر اس نبی کے پیروؤں کی یہ حرکت قابلِ دید اور قابلِ داد ہے کہ وہ بھی اپنے "سلطان القلم" کے ان الہامات کی اشاعت میں کچھ حجاب محسوس نہیں کرتے۔ میں نے یہ سارے اقتباسات "شہادت القرآن" کے اس نسخے (آخری سولہ صفحات) سے نقل کیے ہیں جو نظارتِ اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے ۱۹۶۸ء میں شائع کیا ہے۔

مرزا غلام احمد نے اپنی اس کتاب "شہادت القرآن" کے صفحہ ۲۷ پر علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے الفاظ کا ذکر بطورِ حدیث کیا ہے اور اسے اپنے مسیح موعود ہونے کے لیے بطورِ ثبوت پیش کیا ہے، حالانکہ یہ الفاظ کسی حدیثِ صحیح میں وارد نہیں، نہ کسی محدث نے اس روایت کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ اسی کتاب کے صا۴ پر مرزا غلام احمد نے مہدی کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ "بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد از کتاب اللہ ہے" یہ بھی مرزا غلام احمد کی دروغ بافی ہے۔ ایسی کوئی حدیث صحیح البخاری میں موجود نہیں۔ اسی طرح اس کتاب میں ایک عورت سے موعود نکاح کے متعلق متعدد پیشگوئیاں اور وعیدیں ہیں جن کا نقل کرنا بھی ذوقِ سلیم پر بار ہے اور جو سب کی سب جھوٹی ثابت ہو چکی ہیں۔ یہ اس کتاب کے مندرجات کا حال ہے جس کا نام "شہادت القرآن" ہے۔ اس کے باوجود جو شخص اس کے مصنف کو سچا تسلیم کرتا ہے، اُسے مجدد یا نبی مانتا ہے، اس کی عقل اور عقیدے پر حیف، صد ہزار حیف ہے۔

مرزا غلام احمد اور اس کے پیرووں نے قرآن اور احادیثِ صحیحہ کے کلمات و نصوص میں ایسی تحریف کی ہے جو انکار کے مترادف ہے۔ ایسی ہی تحریف یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی کتابوں میں کی تھی جس کا ذکر سورۂ مائدہ میں یُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ اور یُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ کے الفاظ میں فرمایا گیا ہے، یعنی وہ لفظوں کا الٹ پھیر کر کے انہیں کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں اور کتاب اللہ کے الفاظ کو ان کا صحیح محل متعین ہونے کے باوجود اصل معنی سے پھیر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن مجید، سورۃ الصف، آیت ۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (اور یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں۔ اس تورات کی جو مجھ سے پہلے موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمدؐ ہوگا)۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی جو انجیل اور قرآن میں وارد ہے اس پر پہلے سینٹ پال کے پیرو عیسائیوں نے اس طرح ہاتھ صاف کیا کہ انجیل کے اصل لفظ میں ردوبدل اور اس کا غلط ترجمہ کر کے اسے کچھ کا کچھ بنا دیا اور برنا باس جو حضرت مسیح کے اصل حواری تھے اور جن کی انجیل میں آج بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک موجود ہے، اسے جعلی قرار دے کر اس کے سارے نسخے غائب کر دیے۔

اس کے بعد نبی اور مسیح ہونے کے جھوٹے مدعی غلام احمد اور اس کی امت نے عیسائیوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے قرآن مجید کی آیت مذکورہ میں یہ تحریف کی کہ احمد سے مراد غلام احمد لے لیا اور حضرت مسیح علیہ السلام نے جو بشارت اپنے بعد آنے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمائی تھی اسے اپنے اوپر چسپاں کرنے کی ناپاک جسارت کرتے ہوئے ذرہ برابر حیا محسوس نہ کی۔ میں پوچھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد کا نام اس کے باپ غلام مرتضیٰ نے جب غلام احمد رکھا تھا اس وقت اُس نے جن احمدؐ کا غلام اپنے بیٹے کو بنانا چاہا تھا کیا وہ احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھے؟ لیکن افسوس کہ اس غلام احمد نے اپنے آپ کو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ثابت کرنے کے بجائے پوری خیرہ چشمی کے ساتھ اپنے آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام کی اس بشارت کا مصداق بنا لیا جو ہمارے آقا و مولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھی۔ ربوہ سے حال ہی میں شائع شدہ کتابچہ "دینی معلومات" میں بھی اس کا اطلاق مرزا غلام احمد پر کیا گیا ہے۔ افریقہ اور دوسرے بعض ممالک میں جو لٹریچر قادیانیوں نے پھیلایا

ہے، میں نے دیکھا ہے کہ اس میں متعدد مقامات پر مرزا غلام احمد کا نام فقط احمد لکھا گیا ہے۔

جس ڈھٹائی کے ساتھ مرزا غلام احمد اور اس کی اُمت نے قرآن مجید کی اس آیت میں تحریف کی ہے، اسی ڈھٹائی اور بے حیائی کے ساتھ انہوں نے آیۂ خاتم النبیین اور نزول مسیح و ختم نبوت سے متعلق احادیث صحیحہ میں بھی تاویل کے پردے میں تحریف کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس کی پوری حقیقت مولانا مودودی کی تفسیر سورہ احزاب، رسالہ ختم نبوت، قادیانی مسئلہ اور منیر تحقیقاتی عدالت میں ان کے نمبرے بیان سے واضح ہو جاتی ہے۔ دوسرے علماء کرام بھی بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور اس معاملے میں پوری طرح اتمام حجت ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود اگر قادیانی یہ کہیں کہ ہم ختم نبوت اور اجرائے نبوت دونوں کے قائل ہیں تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں کہ ہم توحید و تثلیث دونوں کے قائل ہیں، تین میں ایک اور ایک میں تین خدا ہیں اور مسیح ابن آدم بھی ہیں اور ابن اللہ بھی ہیں۔ اس طرح کی حجت و تاویل درحقیقت انکار و تحریف ہے جو قادیانیوں کی تکفیر میں کسی طرح مانع نہیں ہے۔ میں انہیں شرح صدر کے ساتھ اور علی وجہ البصیرہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور جب تک وہ کفر سے تائب نہ ہوں اور مرزا غلام احمد کی نبوت کا انکار نہ کریں، اس وقت تک انہیں مسلمان تسلیم نہیں کر سکتا۔

آپ نے میری کتاب پڑھ کر مجھے صاحب علم اور غیر متعصب انسان لکھا ہے، لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ نے مجھے انسان کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی سمجھا ہے یا نہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ میرے اس خط کے بعد آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں یا نہیں سمجھتے۔ بہرحال میں نے اپنی حد تک تبلیغ حق کا فرض ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قبولِ حق کی توفیق بخشے۔ میری بعض باتیں ممکن ہے کہ آپ کو کڑوی اور ناگوار محسوس ہوں لیکن اس جھوٹی اور خانہ ساز نبوت نے جس طرح ہمارا دل زخمی اور سینہ فگار کیا ہے، اس کے بعد ہم اس تلخ نوائی پر مجبور و معذور ہیں۔ جن الہامی مغلظات سے مرزا غلام احمد نے سارے مسلمانوں کو نوازا ہے، میری ان معروضات کو ان سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ